اور وہ لوگ جنھوں نے طاغوت سے کنارہ کشی کر لی (اس طرح) کہ اس کی غلامی نہ کی ،
اور انھوں نے طاغوت کو ترک کرکے رجوع کر لیا اللہ کی طرف ، اُن کے لیے بشارت
ہے ، تو اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے ان بندوں کو بشارت دے دیجیے۔

الزمر آیت 17

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ

تعارفِ نظام و ارکانِ طاغوت از قرآن

ابو محمد فاطمی

پیروانِ غدیر و کربلا

مکتبِ ولایت و جہاد (پاکستان)

معرفتِ اسلامِ نابِ مُحَمَّدیؐ کی یہ ادنیٰ کاوش بارگاہِ اقدسِ

ذاتِ واجب الوجود، الصمد، لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ ، اللہ وحدہُ لاشریک

رسولِ اعظم سیدنا و نبینا محمد ﷺ و آلِ محمد ﷺ

بالاخص منجیِ انسانیت، وارثِ مصطفیٰؐ، امام زمان حضرت حجتؑ ابن الحسنؑ المہدی

میں پیش کرتے ہیں۔

انتساب

بت شکنِ زماں، نائبِ المہدیؑ، فرزندِ زہراء(س)، امامِ امت آیتہ اللہ سید روح اللہ خمینیؒ،

شہداءِ اسلامِ نابِ محمدیؐ

ولیِ فقیہ آیتہ اللہ العظمیٰ رہبرِ معظم سید علی خامنہ ای(حفظہ اللہ)

تمام بسیجیانِ اسلامِ ناب (حفظہ اللہ اجمعین)

استادِ محترم مبلغِ نظامِ ولایت و امامت حجۃ الاسلام سید جواد نقوی (حفظہ اللہ) کے نام

الحمدللہ ولی المومنین و ربِ العالمین و صل علیٰ خاتم النبین و ولی المومنین ابا القاسم محمدؐ و علیٰ آئمۃ المسلمین من آلہٰ الطیبین الطاھرین و لعنۃ اللہ علیٰ اعداءھم اجمعین

قرآن کو قرآن کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کی جاے اور محمدؐ و آلؑ محمدؐ کے کلامِ مقدس کو رہنما قرار دیا جاے تو ھم قرآن سے ہر حل پاسکتے ہیں۔ طاغوت قران کا اہم موضوعِ گفتگو ہے۔ چونکہ قرآن کتابِ ثواب و ورد و وظیفہ وحفظِ عربی وغیرہ کے لیے نازل نہیں ہوا بلکہ ہدایتِ انسان کے لیے آیا ہے۔ قرآن اک مکمل نظامِ زندگی (نہ کہ فقط اک ملکہِ نفسانی) کو بعنوانِ تقوی پیش کرتا ہے، اجتماعی نظامِ حیات بعنوانِ ولایت و امامتِ الہیہ پیش کرتا ہے۔ تقوی کے مقابلے میں طغوٰی و طاغوت و ولایتِ طاغوت ہے، چونکہ رات کے بِنا دن اور بیماری کے بِنا صحت کی معرفت ممکن نہیں ہے اسی طرح ضروری ہے کہ نظامِ قرآن تب سمجھ میں آے گا جب اسکی وہ ضد جسکو خود قرآن نے اور محمدؐ و آلؑ محمدؐ کے کلامِ مقدس نے متعارف کرایا اسکو سمجھیں۔ یہ اسی سلسلہِ تذکر کی اک ادنیٰ سی کاوش ہے، اس میں آیاتِ الہیہ کو پیش کیا گیا ہے جن میں مادہ طغٰی سے مشتق الفاظ کا استعمال ہوا ہے تا کہ حدودِ الہیٰ سے بڑھنے والوں کو معلوم ہو سکے کہ کلام اللہ انکے بارے میں کہتا ہے، اور اہلِ ایمان کو بھی معلوم ہو کہ حدود و نظامِ الہیٰ سے آگے بڑھنے کو اللہ نے اپنے کلام میں کس زوایے سے پیش کیا ہے، یہ اک کج فہم انسان کی جسارت مندانہ کوشش ہے، امید ہے کہ متدینین اہلِ علم و دانش اصلاح فرمائیں گے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا 59ــ

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور تم میں سے جو صاحبان امر ہیں ان کی اطاعت کرو پھر اگر تمہارے درمیان کسی بات میں نزاع ہو جائے تو اس سلسلے میں اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی بھلائی ہے اور اس کا انجام بھی بہتر ہو گا۔

اس آیت میں **اسلامی نظام سیاست اور دستور ریاست** کی اہم ترین دفعات کا ذکر ہے اور وہ درج ذیل اصول کے مطابق ہیں:

i۔ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ: اس نظام میں طاقت اور اقتدار کا سرچشمہ اللہ کی ذات اور واجب الاطاعت وحاکم اسکا مقرر کردہ یا اسکی حجت کا مقرر کردہ ہے اور دوسرے تمام احکام کا اسی کی ذات پر منتہی ہونا ضروری ہے، ورنہ جو بھی اس سے ہٹ کے ہو گا **طاغوت** کے احکام و دستور شمار ہوں گے۔

امام محمد باقر (علیہ السلام) نے فرمایا اولی الامر سے اولی الفقہ والعلم مراد ہیں یعنی صاحب فقہ اور علم۔ راوی نے عرض کیا عام لوگ مراد ہیں جو فقہ اور علم کا دعویٰ کرتے ہوں یا خاص بندے مراد ہیں۔ فرمایا بلکہ وہ خاص صاحب علم مراد ہیں جو ہم میں سے ہیں۔ فرمایا کہ اولی الامر حکم نافذ کرنے والے سے مراد آل محمد ہیں، حکم صادر کرنے والے صرف ہم ہیں۔

سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا علی من برء عن ولائک فقد برء عن ولایتی ومن برء عن ولایتی فقد برء عن ولایۃ اللہ وز وجل یا علی طاعتک طاعتی وطاعتی طاعۃ اللہ فمن اطاعک اطاعنی ومن اطاعنی فقد اطاع اللہ والذی بعثنی بالحق لجبنا اھل البیت اعز من الجوہر ومن الیاقوت الاحمر ومن ومن الزمرد وقد اخذ اللہ میثاق محبینا اہل البیت فی ام الکتاب لایزید فیہم رجل ولا ینقص منہم رجل الی یوم القیامۃ وھو قول اللہ یا ایہا الذٰن امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا ال رسول واولی الامر منکم فھو علی بن ابی طالب (علیہ السلام)۔

سلمان فارسیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی جو شخص تمہاری ولایت سے بری ہے وہ میری ولایت سے بری ہے، جو میری ولایت سے بری ہے وہ خدا کی ولایت سے بری ہے، اے علی تمہاری اطاعت میری اطاعت، میری اطاعت خدا کی اطاعت، جس نے تمہاری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی، میری اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی کے بنا کر بھیجا۔ ہم اہل بیت سے محبت کرنا موتی، یاقوت سرخ، اور زمرد سے زیادہ قیمتی ہے ہماری محبت کا عہد لوگوں کی ارواح سے خدا نے عالم میثاق میں لیا جو لوح محفوظ میں درج ہے، قیامت تک ان لوگوں کی تعداد وہی رہے گی ان میں ایک آدمی کی بھی کمی بیشی نہیں ہو گی،

اس سے متعلق خدا کا قول ہے "اے ایمان والو! خدا، رسول اور تم میں سے جو صاحب امر ہے اس کی اطاعت کرو صاحب امر علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی ذات ہے"۔ عیسی بن السری سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ (علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ اسلام کے ستون کون کون سے ہیں کہ اگر ان کی پہچان نہ ہو تو آدمی کا دین برباد اور عمل مقبول نہ ہو۔

فرمایا لا الہ اللہ کا اقرار۔ رسول خداؐ اور جو چیز آپؐ نے منجانب اللہ پیش کی اس پر ایمان، زکوٰۃ ادا کرنا، محمدؐ کی ولایت کا اقرار کرنا۔ میں نے عرض کیا ولایت کوئی اور بھی ہے، خدا کا فرمان ہے۔ یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا ال رسول واولی الامر منکم۔ فرمایا صاحب امر علی بن ابی طالبؑ۔

ابو عبد اللہ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کبیرہ گناہ سات ہیں۔ (جن میں سے اک) خدا کی نازل شدہ چیز کا انکار کرنا ہے، انہوں نے ہمارے حقِ حکومت وولایت کا انکار کیا۔ ہمارا حقِ حکومت غصب کیا اور نہیں دیا۔

☆ امامیہ کا موقف یہ ہے کہ اولی الامر سے مراد ائمہ اہل البیت علیہم السلام ہیں۔ خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد ان کی اطاعت واجب ہے۔ جیسا کہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ کیونکہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) معصوم ہیں۔ وہ جو بات کرتے ہیں وحی الٰہی کے مطابق کرتے ہیں۔ اسی طرح اولی الامر ائمہ اہل البیت علیہم السلام کی اطاعت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت ہے، اور غیبتِ کبریٰ میں جانشینِ امامِ معصومؑ فقیہِ عادل کو تا ظہور حقِ ولایت و حکومت ہے اور اسکی اطاعت ائمہ اہل البیت الاخص امام صاحب الزمان مہدی الحجت ابن حسن علیہم السلام کی اطاعت ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰہُ یَسۡتَہۡزِیٔ بِہِمۡ وَیَمُدُّہُمۡ فِیۡ طُغۡیَانِہِمۡ یَعۡمَہُوۡنَ 15

اللہ ان سے استہزا کر رہا ہے اور وہ ان کو ان کے طغیان و سرکشی میں ڈھیل دے رہا ہے، وہ بھٹکتے پھر رہے ہیں۔(البقرہ آیت 15)

لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ ۟ قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَیِّ ۚ فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَیُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقٰی ۫ لَا انۡفِصَامَ لَہَا ؕ وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ۲۵۶

کوئی زبردستی نہیں دین میں یقینا ہدایت واضح ہو چکی ہے گمراہی سے پس جو انکار کرے طاغوت کا اور ایمان لائے اللہ پر یقینا اس نے ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔(البقرہ آیت 256)

☆ عبد اللہ بن عباس راوی ہیں کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

مَنۡ اَحَبَّ اَنۡ یَتَمَسَّکَ بِالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقٰی الَّتِیۡ لَا انۡفِصَامَ لَھَا فَلۡیَتَمَسَّکۡ بِوَلَایَۃِ اَخِیۡ وَوَصِیِّیۡ عَلِیِّ بۡنِ اَبِیۡ طَالِب فَاِنَّہٗ لَا یَھۡلِکُ مَنۡ اَحَبَّہٗ وَتَوَلَّاہُ وَلَا یَنۡجُوۡ مَنۡ اَبۡغَضَہٗ وَعَادَاہُ۔ {معانی الاخبار ص۳۶۸۔ بحار الانوار ۳۸ : ۱۲۱}

جو نہ ٹوٹنے والی مضبوط رسی کو تھامنا چاہتا ہے وہ میرے بھائی اور وصی علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی ولایت و امامت (نظام ولایت و امامت) سے تمسک کرے۔

دین کو عقل و منطق کی بنیاد پر استوار ہونا چاہیے۔ اسلام دین کو قبول یا رد کرنے میں جبر کا قائل نہیں: لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ

جن لوگوں نے دین کو رد کرنے کے لیے طاقت استعمال کی، اسلام نے اس طاقت کے خلاف طاقت استعمال کی ہے۔ لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ، قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَیِّ

نظریاتی آزادی اسلام کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہے اور جہاد کا مقصد اسی آزادی کا تحفظ ہے۔

ایمان باللہ اور طاغوت (یعنی ولایتِ الٰہی وولایتِ رسولؐ وولایتِ اوصیارسولؐ وولایتِ جانشینِ معصومؑ کے مقابل غیر الٰہی حق حاکمیت ونظام) کا انکار مذہبی آزادی کا ثمرہ اور انسانی فلاح کا مضبوط ترین وسیلہ ہے: فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ

طاغوت کی نفی کیے بغیر ایمان باللہ ممکن ہی نہیں ہے: فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَیُؤۡمِنۡ بِاللّٰہِ

الکافی ۲ : ۱۴۔ بحار الانوار ۸ : ۷۰، ۲۴ : ۸۳۔ ۸۴ بصائر الدرجات بحوالہ بحار الانوار ۲۵ : ۱۴۶

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ؕ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓـُٔہُمُ الطَّاغُوۡتُ ۙ یُخۡرِجُوۡنَہُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ۲۵۷

اللہ سرپرست ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے وہ نکالتا ہے انہیں (کفر وشرک کی) تاریکیوں سے (اسلام کی) روشنی کی طرف اور جنہوں نے کفر اختیار کیا ان کے سرپرست طاغوت ہیں وہ نکالتے ہیں انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف وہی لوگ اہل دوزخ ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔(البقرہ آیت 257)

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِیۡبًا مِّنَ الۡکِتٰبِ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡجِبۡتِ وَالطَّاغُوۡتِ وَیَقُوۡلُوۡنَ لِلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ہٰۤؤُلَآءِ اَہۡدٰی مِنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا سَبِیۡلًا 51

کیا نہیں دیکھا تم نے ان لوگوں کی طرف جنھیں دیا گیا حصہ کتاب سے وہ (اب) اعتقاد رکھنے لگے ہیں جبت اور طاغوت پر اور کہتے ہیں ان کے بارے میں جنھوں نے کفر کیا کہ یہ کافر زیادہ ہدایت یافتہ ہیں ان سے جو ایمان لائے ہیں۔(النساء آیت 51)

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ یَزۡعُمُوۡنَ اَنَّہُمۡ اٰمَنُوۡا بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَحَاکَمُوۡۤا اِلَی الطَّاغُوۡتِ وَقَدۡ اُمِرُوۡۤا اَنۡ یَّکۡفُرُوۡا بِہٖ ؕ وَیُرِیۡدُ الشَّیۡطٰنُ اَنۡ یُّضِلَّہُمۡ ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا 60

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوٰی کرتے ہیں کہ وہ ایمان رکھتے ہیں اس کتاب پر بھی جو اتاری گئی ہے آپ کی طرف، اور اس پر بھی جو اتاری گئی آپ سے پہلے، مگر وہ چاہتے ہیں کہ اپنا مقدمہ لے جائیں طاغوت کے پاس اور اسکی حاکمیت کو تسلیم کریں، حالانکہ ان کو حکم یہ دیا گیا تھا کہ یہ اس کیساتھ کفر کریں، اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو بھٹکا کر ڈال دے بہت دور کی گمراہی میں۔(النساء آیت 60)

☆ زعم۔ ایسی بات نقل کرنا جس میں جھوٹ کا احتمال ہو۔ اسی لیے قرآن میں یہ لفظ مذمت کے موقع پر استعمال ہوا کرتا ہے۔ اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ: گزشتہ آیت میں ارشاد ہوا خدا، رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اولی الامر کی اطاعت کرو اور باہمی نزاع کی صورت میں اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف رجوع کرو۔ یعنی مسئلے کا مثبت پہلو بیان ہوا۔ اس آیت میں اسی مسئلے کے منفی پہلو کا بیان ہے۔ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَحَاکَمُوۡۤا اِلَی الطَّاغُوۡتِ: وہ باہمی نزاع کی صورت میں اپنے فیصلے اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف لے جانے کی بجائے طاغوت کی طرف لے جاتے ہیں۔ طاغوت

یعنی ہر وہ طاقت جو اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فیصلوں کے مقابلے میں اپنا فیصلہ رکھتی ہو۔ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہٖ: اللہ نے طاغوت سے کفر وانکار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ ورسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یعنی قرآن وسنت کی پیروی کے لیے اولی الامر کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے۔

ہر زمانے میں سب غیر شرعی نظام طاغوت کے مصداق ہیں۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۚ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ ۚ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا 76ے

جو لوگ ایمان رکھتے ہیں تو ان کا لڑنا اللہ کی راہ میں ہوتا ہے اور جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں، سو شیطان کے حمایتیوں سے لڑو، شیطان کا مکر دیکھنے میں کتنا ہی مضبوط دکھائی دے لیکن حق کے مقابلے میں کبھی جمنے والا نہیں۔ (النساء آیت 76)

قُلْ ھَلْ اُنَبِّئُکُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِکَ مَثُوْبَۃً عِنْدَ اللّٰہِ ۭ مَنْ لَّعَنَہُ اللّٰہُ وَغَضِبَ عَلَیْہِ وَجَعَلَ مِنْھُمُ الْقِرَدَۃَ وَالْخَنَازِیْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِیْلِ 60ے

آپ ﷺ کہدیں کیا میں تمہیں بتلاؤں؟ اس سے بدتر جزا (کس کی ہے) اللہ کے ہاں (وہی) جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس پر غضب کیا اور ان میں سے بنادئے بندر اور خنزیر اور (انہوں نے) طاغوت کی غلامی کی۔ وہی لوگ بدترین درجہ میں ہیں اور سیدھے راستہ سے سب سے زیادہ بہکے ہوئے ہیں۔ (المائدہ آیت 60)

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَہُمْ وَاَبْصَارَھُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِہٖٓ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّنَذَرُھُمْ فِيْ طُغْيَانِہِمْ يَعْمَھُوْنَ ۱۱۰ ے

اور ہم پھیر دیں گے ان کے دلوں کو اور ان کی نگاہوں کو (حق کے سمجھنے اور دیکھنے سے) جس طرح کہ یہ ایمان نہیں لائے اس (قرآن عظیم) پر پہلی مرتبہ اور انھیں چھوڑ دیں گے کہ یہ اپنی طاغوتی طرزِ زندگی اور راستے پہ بھٹکتے رہیں۔ (الانعام آیت 110)

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا ھَادِيَ لَہٗ ۭ وَيَذَرُھُمْ فِيْ طُغْيَانِہِمْ يَعْمَھُوْنَ ۱۸۶ے

جس کو خدا گمراہ کرے پھر اس کو کوئی بھی ہدایت دینے والا نہیں اور وہ ان کو ان کی طاغوت پرستی کی گمراہی میں سرگرداں ہی چھوڑے رکھتا ہے۔ (الاعراف آیت 156)

وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰي لَا تَكُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّہٗ لِلّٰہِ ۚ فَاِنِ انْتَھَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ 39ے

اور (اے اہل حق!) تم ان (نظام طاغوت اور اسکے سرغنوں) کے ساتھ (قیام امن ونظام دین کے لیے) جنگ کرتے رہو، یہاں تک کہ کوئی فتنہ (باقی) نہ رہ جائے اور سب دین (یعنی نظام انفرادی واجتماعی بندگی وزندگی) اللہ ہی کا ہو جائے، پھر اگر وہ باز آجائیں تو بیشک اللہ اس (عمل) کو جو وہ انجام دے رہے ہیں، خوب دیکھ رہا ہے۔ (الانفال آیت 39)

فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ 11

لیکن ہم ان لوگوں کو جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے، ان کی طاغوت پرستی اور انکی طاغوتی طرز و نظامِ زندگی کی سرکشی میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ (الیونس آیت 11)

فَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۚ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۱۱۲ـــہ

سو آپ استقامت پر رہئے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور جو لوگ دینِ الٰہی کی طرف پلٹ کر آگے اور آپ کے ساتھی ہیں وہ بھی استقامت پر رہیں، اور حد سے آگے نہ بڑھو طاغوتیت اختیار مت کرو، بے شک وہ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ (الھود آیت 112)

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۚ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ 36ـــ

ہم نے ہر امت میں کوئی نہ کوئی پیغمبر اس ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے کہ تم اللہ کی عبدیت کا نظام اور توحیدی نظام کا ابلاغ و نفاذ کرو، اور طاغوت سے اجتناب کرو۔ پھر ان میں سے کچھ وہ تھے جن کو اللہ نے ہدایت دے دی اور کچھ ایسے تھے جن پر گمراہی مسلط ہو گئی۔ تو ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ (پیغمبروں کو) جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟ (النحل آیت 36)

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۚ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۚ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا 60

اور جب ہم نے آپ سے کہا بلاشبہ آپ کا رب سب لوگوں کو محیط ہے اور جو رویت (عینی روئیت) ہم نے آپ کو دکھادی اور قرآن میں جس کو لعنتی شجر (لعنتی سلسلہ) بتایا یہ دونوں چیزیں صرف اس لئے تھیں کہ لوگوں کو آزمائش میں ڈالا جائے اور ہم انہیں ڈراتے ہیں مگر اس سے ان کی طاغوت پذیری و طاغوت پرستی و سرکشی میں اضافہ ہی کرتا ہے۔ (الاسراء آیت 60)

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا 80ـــ

اور جو لڑکا تھا تو (اس کی حقیقت یہ ہے کہ) اس کے والدین مومن تھے پس ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ (اگر زندہ رہا اس لیے اسکو قتل کر دیا) مجبور کر دیگا انھیں طاغوت پذیری و طاغوت پرستی و سرکشی اور کفر پر۔ (الکہف آیت 80)

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى 24ـــ

تم فرعون کے پاس جاؤ اور للکارو کہ وہ بڑا سرکش وطاغوت بن گیا ہے۔ (الطٰہٰ آیت 24)
طَغٰی الخ "طغیان سے ہے جس کے معنی انتہائی سرکشی کے ہیں۔ فرعون کی سرکشی کی انتہا یہ تھی کہ اس نے "اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی "اور "مَاعَلِمْتُ لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِیْ "کا اعلان (یعنی میں تم کو پالنے والا ہوں، اگر مجھکو چھوڑو گے تو کہاں جاوگے) کر دیا تھا۔☆اس فکر کا اظہار آج بھی طاغوتوں سے مرعوب لوگ کرتے ہیں کہ اگر اس نظام سے الگ ہوں اس کے خلاف ہوں تو اپنے حقوق کہاں سے حاصل کریں، ہم تو اس لیے طاغوت کے ساتھ ہیں کہ (وہ ربِ اعلیٰ ہے) ہم اپنے حقوق کا دفاع کریں۔☆ایسی رسالت جو علاقے کے طاقتور ترین اور خطرناک ترین لوگوں کو فرمان الٰہی پہنچانے سے شروع ہوتی ہے۔ اللہ فرماتا ہے: فرعون کی طرف جا کہ وہ سرکش ہو گیا ہے(اذھب الی فرعون انہ طغی)ایک فاسد اور خراب شدہ ماحول کی اصلاح اور ہر جہت سے ایک انقلاب برپا کرنے کے لیے فساد کے سرغنوں اور کفر کے سربراہوں سے شروع کرو انکو للکارو، ایسے لوگوں سے کہ جو معاشرے کے تمام لوگوں میں اثر رسوخ رکھتے ہیں اور وہ خود یا ان کے افکار و نظریات یا ان کے اعوان و انصار ہر جگہ موجود اور معاشرتی اداروں کو اپنے قبضہ میں لیا ہوا ہے۔ اگر ان کی اصلاح ہو جائے یا اصلاح نہ ہونے کی صورت میں وہ جڑ سے اکھاڑ پھینکے جائیں۔

اِذْهَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی 43ــــنبں
اِذْهَبَآ (تم دونوں جاؤ) اِلٰی (کی طرف) فِرْعَوْنَ (فرعون) اِنَّهٗ (بیشک یہ حقیقت ہے) طَغٰی (سرکش ہوگیا ہے)
[اِذْهَبَآ: تم مل کر جاؤ !] [اِلٰی: طرف] [فِرْعَوْنَ: فرعون] [اِنَّهٗ: بلاشبہ وہ] [طَغٰی : وہ سرکش ہے]
آپ مل کر نمایندہِ نظامِ الٰہیہ بن کر (میرا پیغام لے کر) فرعون کے پاس جایئے بیشک وہ حد سے گزر کر بڑا سرکش وطاغوت بن گیا ہے۔ (الطٰہٰ آیت 43)

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى 81ــــ
(اور حکم دیا کہ) جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں ان کو کھاؤ اور اس میں طاغوتیت اختیار کرتے ہوے حد سے نہ نکلنا ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہو گا اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ ہلاک ہو گیا۔☆جو اللہ کھانے میں طاغوتیت اور مرضیِ انسانِ ناقص کا اختیار نہیں دیتا وہ پورے معاشرے کے لیے کیونکر آزاد چھوڑ دے گا اور ہر کس وناکس غیر الٰہی نظام کے تحت جینے کی اجازت دے سکتا ہے؟(الطٰہٰ آیت 81)

وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ 75ــــ
اور اگر ہم (خالق کی حیثیت سے ان پیروانِ کفر کے حال) پر رحم فرمائیں اور جو مصیبت ان پر پڑی ہے اسے دور بھی کر دیں تو یہ (ایسے بد نفس ہیں کہ اسکو اپنی طاغوت پرستی کی حقانیت کی دلیل مان کر حق کی مخالفت میں) سرکش بن کر اڑے رہیں گے اور اصرار کرتے رہیں گے۔ (المومنون آیت 75)
ارشاد ہے یہ لوگ باطل وطاغوت پرستی میں اتنے پختہ ہو گئے ہیں کہ اب ان کو ظلمتوں سے نکالنے کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی ان کے ذہن مسخ ہو گیا ہے۔ نور حق کو دیکھنے اور دیکھ کر پہچاننے والی آنکھ اندھی ہو گئی ہے۔ ان پر رحم و کرم کیا جائے تب بھی ہدایت قبول نہیں کریں

گے۔ لجوا اللجاج التمادی فی العناد وتعاطی الفعل المزجور عنہ۔یعنی عناد و مخالفت میں بڑھے چلے جانا اور جس فعل سے روکا جائے اس کا ارتکاب کرنا۔
یعمھون: العمہ، التردد فی الامر من حیرۃ۔ حیرت سے کسی کام میں متردد ہونا۔

وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ 30ــ
اور ہمیں تم پر کوئی اختیار تو تھا نہیں ‘بلکہ تم خود ہی حد سے بڑھ جانے والی قومِ طاغوت پسند تھے (الصافات آیت30)
جب طاغوت پسند غلبہِ حق وامرِ عذاب کا سامنا کریں گے تو کہیں گے کہ ہم تو فلاں کے پیروکار تھے اس نے ہم کو بتایا تھا کہ باطل میں رہنا بہتر و سود مند ہے اور طاغوت کے سایے میں جینے اور اسکے ساتھ چلنے کا جواز ہے، اب یہ غلط ثابت ہوا تو ہمکو معاف کر کے انکو پکڑا جاے تو اس کے جواب میں ان کے قائد اور پیشوا یہ جواب دیں گے کہ تم خود مجرم ضمیر تھے تم نے اپنا فائدہ اسی میں دیکھا تھا کہ ہمارے ساتھ لگ جاؤ۔ ہم نے زبردستی تمہیں مجبور نہیں کیا تھا نہ ہم میں کوئی ایسا زور اور طاقت تھی۔ آج تم خواہ مخواہ ہمیں مورد الزام ٹھہرا رہے ہو۔ لہذا جیسے مجرم ہم ہیں ویسے ہی تم بھی مجرم ہو۔ اگر ہم گمراہ تھے تو ایک گمراہ سے بجز گمراہی کی طرف بلانے کے اور کیا توقع ہو سکتی ہے۔ مگر تمہیں اپنی عقل اور عاقبت اندیشی سے کام لینا چاہئے تھا۔ آج تو ہم سب کو اپنی غلط کاریوں کا مزہ چکھنا ہو گا۔ یعنی خود تمہارے خمیر میں طغیان و سرکشی بھری تھی اس لئے تم نے حق کو چھوڑ کر ہماری اتباع کی تھی اور **راہِ انبیاءؑ و معصومینؑ اور نظامِ انبیاءؑ و معصومینؑ** کی مخالفت پر کمر باندھ لی تھی۔
وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ (اور ہمیں تم پر کوئی زور نہ تھا) ایسا تسلط نہ تھا کہ جس سے ہم تم سے اختیار چھین لیتے اور اختیار تم سے لے لیتے۔ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ (بلکہ تم خود ہی سرکش و طاغوت پذیر تھے، اپنے اختیار تھے)۔

هٰذَا ۭ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ 55ــ
یہ اک انجام (متقین کا) ہے اور طاغین کے لیے بدترین ٹھکانا ہے۔ (ص آیت55)
متقین کے مقابلے میں طاغین (سرکشوں) کا ذکر آتا ہے۔ جہاں اہل تقویٰ کے لیے نظامِ تقوی کے تحت جینے پر بہترین انجام ہو گا، طاغوت پسندوں کے لیے نظامِ طاغوت کے تحت جینے اور راضی رہنے پر بدترین انجام ہو گا۔ دونوں کا انجام انتہائی سرے کا ہو گا چونکہ دونوں کا انجام ابدی ہو گا۔

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ 17ــ
اور وہ لوگ جنہوں نے طاغوت سے کنارہ کشی کرلی (اس طرح) کہ اس کی غلامی نہ کی ‘ اور انہوں نے طاغوت کی جگہ رجوع کرلیا اللہ کی طرف ’ اُن کے لیے بشارت ہے ’ تو اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے ان بندوں کو بشارت دے دیجیے۔ (الزمر آیت17)

{ وَالَّذِیْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ یَّعْبُدُوْہَا} "اور وہ لوگ جنہوں نے طاغوت سے کنارہ کشی کرلی (اس طرح) کہ اس کی بندگی نہ کی"
طاغوت کا لفظ قرآن میں متعدد بار آیا ہے۔ سب سے پہلے ہم نے یہ لفظ سورۃ البقرۃ کی اس آیت میں پڑھا تھا: { فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْم بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی} (آیت ۲۵۷) "تو جو کوئی بھی طاغوت کا انکار کرے اور پھر اللہ پر ایمان لائے تو اس نے بہت مضبوط حلقہ تھام لیا"۔ لفظ طاغوت کا مادہ "طغی" ہے اور اس کے معنی سرکشی کے ہیں۔ اسی مادہ سے اردو لفظ "طغیانی" مشتق ہے۔ دریا اپنے کناروں کے اندر بہہ رہا ہو تو بہت خوبصورت منظر پیش کرتا ہے لیکن جب وہ اپنی "حدود" سے باہر نکل آئے تو ہم کہتے ہیں کہ دریا میں طغیانی آگئی ہے۔ اسی طرح انسان اگر اللہ کی بندگی کی حد میں رہے تو وہ اللہ کا بندہ ہے 'اس کا خلیفہ ہے اور اشرف المخلوقات ہے۔ لیکن اگر بندگی کی حدود سے تجاوز کر جائے تو وہ "طاغوت" ہے۔ پھر چاہے ان حدود کو پھلانگنے کے بعد وہ اپنے نفس کا بندہ بن جائے یا کسی اور کو اپنا مطاع بنالے'۔ اسی طرح نظامِ حکومت و مدینت و سیاست اگر اللہ کا نازل کردہ و رسولؐ کا تعلیم کردہ و نافذ کردہ نظامِ ولایت و امامت ہے تو وہ اللہ و رسولؐ کے ہاں مقبول ہے 'اس کی کوشش و برپا کرنا، اطاعت کرنا ہے اور وہ معاشرہ اسلامی ہے ورنہ مسلمان جتنی بھی تعداد میں کی غیر اسلامی نظام میں جی رہے ہوں وہ معاشرہ اسلامی نہیں ہے۔ جب دین کی حدود سے تجاوز کر جائے انسان کا خود ساختہ نظام جس بھی شکل میں جس بھی نام سے ہو تو وہ "طاغوت" ہے۔

اس بنا پر **"طاغوت سے اجتناب"** اس وسیع و عریض معنی کا حامل ہے یعنی ہر قسم کے شرک، بت پرستی، ہوس پرستی اور شیطان پرستی سے دوری نیز حکام جور اور ظلم کے ذریعے اقتدار پر قبضہ کرنے والوں کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرنے کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اور "انا ابوالی اللہ" تقویٰ پرہیز گاری اور ایمان کا جامع ہے۔ یقیناً اس کے افراد ہی بشارت کے اہل ہیں۔
یہ نکتہ بھی قابل توجہ ہے کہ طاغوت کے عبادت صرف رکوع و سجود کے معنی میں نہیں ہے بلکہ یہ ہر قسم کی اطاعت کے مفہوم میں ہے جیسا کہ ایک

حدیثِ امام صادق (علیہ السلام) ہے:

من اطاع جبارا فقد عبدہ۔ جس شخص نے کسی ستم گر حکمران کی اطاعت کی اس نے اس کی عبادت کی

پھر چاہے الٰہی نظام کو ترک کر کے جو بھی نظام (لبرل جمہوریت، بادشاہت، انتخابی خلافت، امریت۔۔۔) حاکم بنے یا اسلام کی، اللہ کی حاکمیت کی جگہ کسی اور کی حاکمیت کا اعلان کرلے 'اللہ کی نظر میں وہ طاغوت ہی ہے۔ چنانچہ آیت زیر مطالعہ میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے کنارہ کشی کرلی اس سے کہ وہ طاغوت کی اطاعت یا بندگی کریں { وَاَنَابُوْٓا اِلَی اللّٰہِ لَہُمُ الْبُشْرٰی فَبَشِّرْ عِبَادِ} "اور انہوں نے رجوع کرلیا اللہ کی طرف 'اُن کے لیے بشارت ہے' تو اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے ان بندوں کو بشارت دے دیجیے۔
☆ تفسیر تیسیر القرآن میں کیلانی مرحوم (اہلِ سنت) بھی لکھ گے کہ طاغوت سے مراد حکمران ہو سکتے ہیں کوئی ادارہ یا پارلیمنٹ ہو سکتی ہے۔

قَالَ قَرِیْنُہٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَیْتُہٗ وَلٰکِنْ کَانَ فِیْ ضَلٰلٍ بَعِیْدٍ 27ــ
اس کا قریبی وساتھی کہے گا کہ اے ہمارے رب! میں نے اس کو طغی وطاغوت کو قبول کرنے و گمراہی اختیار کرنے کا نہیں کہا بلکہ یہ (خود ہی) گمراہ ہو کر (حق و نظامِ حق سے) دور ضلالت میں بہت آگے نکل گیا تھا۔ (ق آیت 27)

اس ساتھی سے مراد اس کا وہ شیطان جنی یا شیطانِ انسانی ساتھی ہے جو دنیا میں اس کے ساتھ رہتا تھا۔ وہ بارگاہ الٰہی میں اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے عرض کرے گا کہ مجھ میں ایسی کوئی طاقت نہ تھی کہ میں اسے تیری اور تیرے رسولؑ کی اطاعت سے سرکش بنا سکتا۔ ہوا صرف یہ تھا کہ میں نے اس کے دل میں تیرے دین اور تیرے نظام کے بارے میں وسوسہ ڈالا اور طاغوت و گمراہی کی راہ کو اس پہ پیش کیا۔ اس نے خود فوراً میری آواز پر لبیک کہی۔ میرا وسوسہ گویا اس کے اپنے دل کی آواز تھی۔ لہذا وہ گمراہی کے کاموں میں خود ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔

☆ آج کے طاغوت کے زیرِ سایہ اطمینان سے رہنے والے مسلم و مومن کا جب فرشتے نامہ اعمال پیش کریں گے تو وہ کہے گا میرے رب! یہ سب کچھ ان فرشتوں کی کارستانی ہے۔ انہوں نے جو چاہا میرے سر مڑھ دیا۔ میں نے تو کبھی کوئی نازیبا حرکت نہیں کی۔ میں نے تمام عیادت کی رسومات انجام دیں، جس نظام میں بھی رہا نماز پڑھی عبادت کی۔ الٰہی! میرا کوئی قصور نہیں، سب گناہ اس تیرے دین کی نافرمانی کرنے پہ اکسانے والے، نظامِ اسلام چھپانے والوں کا ہے۔ اس لیے سزا مجھے نہیں اسے ملنی چاہئے۔ تو اسکے وہ ساتھی کا جواب ہو گا کہ میں نے اس کو بھی مجبور نہیں کیا تھا کہ یہ حق کو چھوڑ کر باطل کے ساتھ چمٹا رہے، ہر وقت نافرمانی پر کمربستہ رہے۔ میں نے تو اسے فقط اشارہ کیا اور یہ دوڑتا چلا آیا اور گمراہی اختیار کرنے میں بڑا دور چلا گیا۔

اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ 53ۚ

کیا وہ لوگ ایک دوسرے کو اس بات کی وصیت کرتے رہے؟ نہیں بلکہ یہ سب سرکش و باغی و طاغی (طاغوت والے) لوگ ہیں۔ (الذاریات آیت 53)

☆ یعنی جس تسلسل و تواتر کے ساتھ شروع سے اب تک پیغمبروں کی مخالفت ہوتی آئی ہے اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ جیسے پہلی نسل اپنی پچھلی نسل کو اس بات کی وصیت کرتی چلی آئی ہے لیکن عمل کی اس مشابہت کی اصل وجہ یہ ہے کہ حق سے روگردانی اور طغیانی و سرکشی و طاغوتیت کی طرف رغبت سب میں مشترک رہی ہے اور وہی تکذیب و انکار کی محرک ہے۔ یعنی یہ بات تو ظاہر ہے کہ ہزار ہا برس تک ہر زمانے میں مختلف ملکوں اور قوموں کے لوگوں کا **دعوت معصومینؑ** کے مقابلے میں ایک ہی رویہ اختیار کرنا، اور ایک ہی طرح کی باتیں ان کے خلاف بنانا کچھ اس بنا پر تو نہ ہو سکتا تھا کہ ایک کانفرنس کر کے ان سب اگلی اور پچھلی نسلوں نے آپس میں یہ طے کر لیا ہو کہ جب کوئی آکر نفاذِ دین و نظامِ دین والٰہی طرزِ حیات کی دعوت پیش کرے تو اس کا یہ جواب دیا جائے۔ پھر ان کے رویے کی یہ یکسانی اور ایک ہی طرز جواب کی یہ مسلسل تکرار کیوں ہے؟ اس کی کوئی وجہ اس کے سوا نہیں ہے کہ طغیان و سرکشی ان سب کا مشترک وصف ہے۔ ان میں قدر مشترک کے طور پر پائی جاتی ہیں اور وہ ہیں آبائی دین سے محبت' عصبیت' ہٹ دھرمی، اکڑ اور شریعت کی پابندیوں سے آزادی کی خواہش چونکہ ہر زمانے کے لوگ خدا کی بندگی سے آزاد اور اس کے محاسبہ سے بے خوف ہو کر دنیا میں شتر بے مہار کی طرح آزاد و لبرل و سیکولر نظام کے تحت جینے کے خواہاں رہے ہیں، اس لیے اور صرف

اسی لیے جس نے بھی ان کو خدا کی بندگی اور خداترسانہ زندگی کی طرف بلایا اس کو وہ ایک ہی لگا بندھا جواب دیتے رہے۔ انکا انجام بھی یکساں ہو گا کیونکہ راہ و زادِ راہ اک ہے منزل بھی اک ہو گی۔ جیسے قومِ نوحؑ۔ اس ارشاد سے ایک اور اہم حقیقت پر بھی روشنی پڑتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ ضلالت اور ہدایت، نیکی اور بدی ظلم اور عدل اور ایسے ہی دوسرے اعمال کے جو محرکات نفس انسانی میں بالطبع موجود ہیں ان کا ظہور ہمیشہ ہر زمانے میں اور زمین کے ہر گوشے میں ایک ہی طرح ہوتا ہے، خواہ ذرائع و وسائل کی ترقی سے اس کی شکلیں بظاہر کتنی ہی مختلف نظر آتی ہوں۔ آج کا انسان خواہ ٹینکوں اور ہوائی جہازوں اور ہائیڈروجن بموں کے ذریعہ دینِ خدا و نظامِ الٰہی سے لڑے اور قدیم زمانے کا انسان چاہے پتھروں اور لاٹھیوں سے لڑتا ہو، مگر انسانوں کے درمیان جنگ کے بنیادی محرکات میں سر مو فرق نہیں آیا ہے۔ **اسی طرح آج کا منکر نظامِ ولایت و امامت اپنے انکار کے لیے دلائل کے خواہ کتنے ہی انبار لگاتا رہے، اس کے اس راہ پر جانے کے محرکات بعینہ وہی ہیں جو آج سے 1400 برس پہلے بعد از رحلتِ رسولؐ کے کسی کا منکر نظامِ ولایت و امامت کو اس طرف لے گئے تھے، اور بنیادی طور پر وہ اپنے استدلال میں بھی اپنے سابق پیشروں سے کچھ مختلف نہیں ہے۔**

اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ 32ـــ

کیا ان کی عقلیں انہیں ایسی ہی باتیں کرنے کے لیے کہتی ہیں؟ یا در حقیقت یہ عناد و دشمنی میں حد سے گزرے ہوئے طاغی لوگ ہیں؟ (الطور آیت 32)

☆ ان دو فقروں میں آج کے مخالفین و متنذیذ بینِ نظامِ ولایت و امامت کے سارے پروپیگنڈے کی ہوا نکال کر انہیں بھی بالکل بے نقاب کر دیا گیا جیسے 1400 برس پہلے نزولِ دین و حجتِ دین و قبولیتِ دین کے مخالفین و متنذیذ بین کو۔ یہ اپنے کو اہل الاحلام والنہٰی۔ صاحبان عقل و دانش کہلواتے ہیں۔ یعنی یہ لوگ تو بڑے عقل کے دعوے دار ہیں، کیا ان عقلوں کا یہی حال ہے کہ انہیں بالکل سامنے کی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ اگر دین کامل ہے تو انسان کی حیات کا واضح اکثریتی حصہ بِنا ہدایت و رہنما کہ ان ناقص انسانوں کی مرضی پہ چھوڑ دیا، نظامِ سیاست، تعلیم، مدینت، معیشت، معاشرت وغیرہ نہیں نازل کیے اور مسلمان کو کسی بھی غیر اسلامی و غیر الٰہی نظام میں فقط چند احکامات و رسومات ادا کرنے کا حکم دیا ہے یا دینِ کامل میں دین کا مکمل نظامِ سیاست، تعلیم، مدینت، معیشت، معاشرت وغیرہ بھی ہے۔ اور وہ اس قسم کی بے ہودہ باتیں کرتے رہتے ہیں کہ آج اور دین کا نظام، ہم اقلیت، اختلافات، یہ اور وہ، پوری دنیا پاگل ہے، آج تک تو کی متدین نے نہیں بتایا، یہ کہاں سے آج آ گیا۔۔۔؟ یا پھر حق بات ان کی عقل میں تو آ جاتی ہے لیکن اپنی طاغوت پرستی و طاغوت سے اپنے مفادات کی خاطر اور حق سے سرکشی کی وجہ سے اسے مانتے نہیں ہیں؟

وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى 52ـــ

اور اس سے پہلے قوم نوح کو (بھی ہلاک کیا)، بیشک وہ بڑے ہی ظالم اور ان سے بڑے اَطْغٰی طاغوت پسند وحدودِ خدا سے بڑھنے والے تھے۔ (النجم آیت 52)

اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝

تم میزان کے حوالے سے کمی بیشی نہ کرو۔ الاّتطغوا تاکہ تم سرکشی نہ کرو۔ (الرحمان آیت 8)

یہ میزان عدل جو زمین و آسمان کے درمیان قائم ہے اور بصیرت کی آنکھوں سے دیکھی جاسکتی ہے انسان کو عدل کا سبق دے رہی ہے کہ وہ راستی پر قائم رہے اور خلافِ عدل نظام نہ اپنائے۔

☆جب اللہ عدل کو اتنی اہمیت دیتا ہے کہ میزان و معاشرت میں بھی حدِ دین یعنی حدِ عدل کی سرتابی وطغیان کی اجازت نہیں دیتا چونکہ اس میں انسان و انسانیت کا نقصان ہے تو انسان و مومن کے لیے پورے نظامِ حیات کو کیونکر غیر عادلانہ قبول کرے گا یا اجازت دے گا جو کہ انسانیت کی دنیوی و آخروی ہلاکتِ محض ہے اور آج صاحبانِ بصیرت کے لیے قابلِ مشاہدہ ہے، عدل کا معنٰی کسی شے کو اسکے حقیقی مقام پہ رکھنا ہیں اور حاکمیت و نظام وہی نظامِ عدل ہو گا جو خالقِ انسان و اساسِ عدل ذاتِ خدا کا نازل کردہ ہو، ورنہ اور جو بھی ہو گا حدِ خدا سے باہر و غیر عادل نظام یعنی طاغوت ہو گا۔

قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ 31ــ

اور آخر کار (غلبہِ حق وصداقتِ حق دیکھ کر) سب بول اٹھے کہ ہائے ہمارے بد بختی بے شک ہم بڑے نافرمان اور گمراہ اور طاغوت پرستی و طاغوت پذیری میں مبتلا تھے ہم حد سے بڑھ گے۔ (القلم آیت 31)

لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا 22ــۙ

وہ جہنم طاغین کا ٹھکانا ہے (النباء آیت 22)

(طاغین) سرکش، شریر اور حد سے گزر جانے والے طغی کی جمع بحالت نصب وجر۔ وہ لوگ جو شریر ہیں اور حد سے گزر جانے والے ہیں اور بہت سرکش ہیں وہ سب کے سب اس میں جمع ہونے والے ہیں۔ ہر قسم کا طاغوتوں کا انجام اک ہے۔ اسی طرح تم غور کروگے تو اپنے زمانہ کے طاغوت پرستوں سب کا تم کو معلوم ہو جائے گا اور یہ بات قرآن کریم نے واضح طور پر بیان کر دی ہے کہ سارے سرکشوں کا ٹھاکنا جہنم ہے۔ (ماباً) لوٹنے کی جگہ (حالت نصب) مآب کی اصل اوب ہے۔ اب یوب اوباوابابا و مآبا۔ رجع فرمایا جارہا ہے کہ ان سب طاغیوں کا اصل ٹھکانا دوزخ ہے، دنیا میں خواہ میں کتنے ہی خوشحال ہیں اور کتنے ہی صاحب اقتدار ہیں اور کتنے صاحب مال ہیں اور کتنے ہی صاحب جاہ و حشم ہیں لیکن آخرت میں ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی نہیں چلے گی اور اس دنیا کے سارے تعلقات اور اسباب ٹوٹ کر رہ جائیں گے اور کوئی بھی ایک دوسرے کے لئے سبب اور سہارا بننے کے لئے تیار نہیں ہو گا۔

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى 37ــۙ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا 38ــۙ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى 39ــۭ

جس نے حد سے تجاوز کیا طاغوت بنایا طاغوت کا ساتھ دینے کی جسارت کی اور ان حدود پر اقتصار نہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقرر کی تھیں۔ اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی ۔ تو یقیناً اس کا ٹھکانہ اب جہنم ہی ہے ۔(النازعات آیات 37،38،39)

اس نے پسند کیا۔ بہتر سمجھا۔ ایثار جس کے معنی کسی چیز کو دوسری چیز پر ترجیح دینے اور پسند کرنے کے ہیں ۔ اب جب کوئی انسان حدود سے آگے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنے قانون ' اپنے اختیار اور اپنی مرضی کی بات کرے گا تو وہ "بندے " کے بجائے "طاغوت "بن جائے گا۔ چنانچہ نظامِ دین نہ ہو، دین کا تعلیم کردہ نہ ہو ، دین کی حدود سے تجاوز کر کے طاغوت بن گیا۔

الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ 11 ۝ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ 12 ۝

ان منکرینِ حجتِ دین و نظامِ دین لوگوں نے خدا کے ملکوں میں سرکشی کی۔(جبکہ ممالک ملکیتِ خدا ہیں اور وہاں نظامِ وحی "ولایت و امامت" کو ہی حقِ حاکمیت ہے)۔ سو انہوں نے ان میں بکثرت فساد پھیلا دیا تھا۔(الفجر آیات 11،12)

فساد کسی چیز کی فطری و طبعی حالت میں نقصان دہ تغیر و تبدیلی لانے کو کہتے ہیں سو طاغین و طاغوت ضب حاکمیت کرتا ہے تو ہر طرف فساد ہوتا ہے۔ سب سے پہلا تغیر اللہ کی زمین میں، اللہ کی مخلوق پہ، غیر الٰہی نظام کا نافذ ہونا ہے چاہے وہ انسان خود تشکیل و ترتیب دے۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ 11 ۝

قوم ثمود نے طاغوت پزیری کی وجہ سے (پیغمبر کو) جھوٹا جانا اور انکار کیا۔(الشمس آیت 11)

"(کذبت ثمود بطغواھا) "طغویٰ ' 'اور "طغیان "دونوں ایک ہی معنی میں ہیں اور وہ حد اور سرحد سے تجاوز کرنا ہے اور یہاں حدود الٰہی۔ سے تجاوز کرنا اور اس کے فرامین کے مقابلہ میں سرکشی کرنا مراد ہے۔[1] بعض علماء لغت کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ "طغیان "ناقص وادی کی صورت میں بھی آیا ہے اور ناقص پانی کی صورت میں بھی "طغوی "ناقص وادی کے مادہ سے لیا گیا ہے۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ جس شخص نے ناقہ کو ہلاک کیا تھا وہ رف ایک ہی تھا جسے قرآن نے "اشقی "سے تعبیر کیا ہے لیکن اوپر والی آیت میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس عمل کی قوم ثمود کے تمام سرکشوں اور طغیان گروں کی طرف نسبت دی گئی ہے، اور "عقروھا "جمع کے صیغہ کی صورت میں آیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے لوگ بھی اس طرح سے اس کام میں حصہ دار تھے، کیونکہ اولاً اس قسم کی سازشی عموماً گروہ اور جمعیت کے توسط سے پیش ہوتی ہیں۔ اس کے بعد معین آدمی یا چند افراد کے ہاتھوں پایہ تکمیل کو پہنچتی ہیں۔ ثانیاً چونکہ دوسروں کی رضا اور خوشنودی سے انجام پاتی ہیں تو وہ ان کی اس کام میں شرکت کا سبب بن جاتا ہے، یعنی رضامندی نتیجہ میں شرکت کا سبب بنتی ہے۔

☆ آج تک نظامِ طاغوت بھی بعد از رسالت مآبؐ ایسے ہی غالب ہوا۔ حتیٰ بنتِ رسولؐ لوگوں کو جا جا کہ دعوت دیتی رہیں کہ آکر نظامِ اسلامی کی گواہی دو اور طاغوت کو برطرف کر کے نظامِ ولایت و امامت نافذ کرو جو غدیر میں رسولؐ نے ابلاغ فرمایا مگر آج تک وہ نظام مہجور ہے حتیٰ پیروکارانِ نظامِ ولایت و امامت بھی نظام بھول گے۔ اور پھر فرزندِ سیدہؑ آیۃ اللہ العظمیٰ امام السید روح اللہ خمینیؒ نے آکر احیائے نظامِ ولایت و امامت کیا۔

اسی لئے امیر المومنین علی (علیہ السلام) کے فصیح و بلیغ کلام میں آیا ہے:

"انما عقر ناقۃ ثمود رجل واحد فعمھم اللہ بالعذاب، لما عموہ بالرضی، فقال سبحانہ،: فعقروھا فاصبحوا نادمین:

"ناقہ ثمود کو صرف ایک ہی شخص نے ہلاک کیا تھا، لیکن خدا نے عذاب میں سب کو شامل کیا ہے کیونکہ وہ سب اس امر پر راضی تھے، اسی لئے فرماتا ہے۔ "ان (سب نے) ناقہ کو ہلاک کیا، اور اس کے بعد وہ سب سے سب اپنے کئے پر نادم ہوئے۔ "(لیکن اس وقت جب پشیمانی کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔) نہج البلاغہ خطبہ ۱۰۲

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝

ہر گز نہیں! انسان تو یقیناً حدود و نظامِ دین سے طغیٰ و سرکشی کرتا ہے۔ اور اس طاغوت پسندی و طاغوت پرستی کی بس یہی وجہ ہے کہ کہ وہ اپنے آپ کو مستغنی و بے نیاز دیکھتا ہے۔ (العلق آیات 6،7)

وہ دیکھتا ہے کہ اس پر کوئی پکڑ نہیں۔ اپنے آپ کو اللہ رب ذوالجلال والاکرام، رسالت و دین بحیثیتِ نظامِ حیات سے بھی بے پرواو آزاد (لبرل و سیکولر) خیال کرتا ہے۔

اس کاوش کا مطالعہ کرنے کے لیے آپکے مشکور ہیں، آپکی رائے ، آپکی ہمارے لیے محترم ہے، اپنی آراء و سوالات سے ضرور آگاہ کریں۔

التماسِ دعاِ شہادت فی سبیل اللہ

آپکا برادرِ ایمانی

ابو محمد

www.islamimarkaz.com / email; MoqawamateIslami@gmail.com